

قیمت سالانہ ۱ے

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۵

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہے ۳۱ اگست ۱۹۱۷ء | نمبر ۳۵

گلدستہ اخبار

کینیڈین فوج کی جنگی سخت گیری کے سبب سے جرمنوں نے انکو "جرمنوں کے قصائی" کا خطاب دیا ہوا ہے۔

ایک اطالوی بادپرواز نے ٹیورن سے نیلیس تک واپسی سفر طے کیا ہے۔ یہ دنیا کی ایک یادگار ہے۔

قیصر جرمن جرمن فوج کی ناراضگی کی وجہ سے اب آزادانہ محاذ پر نہیں آتا۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ اُس کو جرمن گولی کا نشانہ بنجانے کا خطرہ لگا ہوا ہے۔

جرمنی میں غیر جانبداروں کا داخلہ ور

جرمنوں کا جرمنی سے باہر آنا اب زیادہ مشکل ہوتا جا رہا ہے۔

عموماً یقین کیا جاتا ہے کہ سرحد جرمنی پر آمد و رفت بہت جلد مسدود ہو جائے گی۔

ہانگ کانگ میں جبری فوجی خدمات کا زمانہ جنگ اور اس کے چھ مہینے بعد تک محدود رہیگا۔

جرمنوں نے حکم دیدیا ہے کہ کورترائی بنکوں واقعہ بلجیم سے تمام بیش قیمت چیزیں برسلز میں لے آئی جاویں۔

کنیڈا کی فوج کی جفاکشی اور شجاعت پر حال ہی میں سکرٹری نوآبادیات نے مبارکباد دی ہے۔

جرمنوں نے بلجیم کے سوشیالسٹوں کو سٹاکہالم کانفرنس میں حاضر ہونے پر مجبور کیا تھا مگر باغیرت بلجیموں نے فراہم ہو کر جرمن مظالم پر معترضانہ رزولیوشن پاس کئے۔

مسٹر ویب نے یہ بھی کہا کہ برٹش اور فرانسیسی ڈیلیگیٹس وہاں چلے بھی جائیں تو بھی ہم وہاں نہ جائیں گے۔

جرمن انڈر سکرٹری معاملات خارجیہ کو بوجہ علالت رخصت دی گئی ہے۔

ڈیوک آف ویسٹ منسٹر "ٹینک" بٹالین کا سیکنڈ ان کمانڈ مقرر ہوا ہے۔

ماسکو کے شورش کنندگان پیٹرو گراڈ میں ہڑتال کرنے کی کوشش میں ناکام ہو گئے۔

حال ہی میں جرمنوں نے جوورون پر حملہ کیا اس میں انکو سخت ندامت ہوئی۔

شہر مدراس میں دادبھائی نوروجی کا ایک یادگار بت نصب کیا جائیگا۔

افسوس ہے کہ مسیحی اور غیر مسیحی مستورات میں بھی سگرٹ نوشی جاری ہوتی جاری ہے۔

امریکن اخبار شراب کے برخلاف سخت جہاد کر رہے ہیں۔

تار برقیات

روس کی حالت زار

۲۸ اگست لندن - روسی جنرل کارنیلاف نے اپنی تازہ تقریر میں فرمایا کہ ہم انارکی سے سخت جنگ کر رہے ہیں محاذ پر حالت ایسی خراب ہے کہ سارا گلیشیہ اور سارا بوکووینا جو ہماری حال کی فتوحات کے ثمرات تھے سب جاتے رہے - کئی مقامات پر دشمن ہماری سرحد سے عبور کر گیا ہے - اور ہمارے جنوبی زرخیز صوبجات پر دانت لگائے بیٹھا ہے - وہ رومانوی فوج کو برباد کرنے کی لگاتار کوششیں کر رہا ہے اور ریگا کے پھاٹکوں پر دستک دے رہا ہے اگر خلیج ریگا کے ساحل کی حفاظت کرنے میں فوج ہماری امداد نہ کریگی تو پیٹرو گراڈ کا راستہ دشمن کے لئے کشادہ طور پر کھل جائے گا۔

جنرل کارنیلاف نے اس بات پر زور دیا کہ فوج میں جو بے ترتیبی واقع ہوئی ہے وہ اُن لوگوں کے اعمال کا نتیجہ ہے جن کو جنگی معاملات کا کچھ بھی علم نہیں ہے - اور اس نے اس بات پر مزید زور دیا کہ ایسی تجاویز عمل میں لائی جاویں جن سے اس نقص کی تلافی ہوجائے - ان تجاویز میں سے چند ایک یہ ہیں کہ افسروں اور نن کمیشنڈ افسروں کی طاقت بڑھائی جائے - افسروں کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں اور جنرل کمیٹیاں جنگی معاملات میں حصہ لینے یا لیڈروں کو مقرر کرنے میں شریک ہونے کے لئے مقرر نہ کیجاویں۔

عقب فوج پر بھی اس قسم کی تجاویز عمل میں لائی جاویں ریلوں کی حالت ایسی ہے کہ نومبر سے قریب سپاہ کو رسد موصول نہ ہوسکے گی جنوب مغربی محاذ پر حال ہی میں قحط کے نشانات نمایاں ہیں توپوں اور گولوں کی برآمد میں ۶۰ فیصدی کمی آگئی ہے - اور ہوائی جہازوں کی برآمد ۸۰ فیصدی گر گئی ہے - پھر اس نے اس موجودہ وقت کا مقابلہ اکتوبر ۱۹۱۶ء سے جنوری ۱۹۱۷ء تک کے زمانہ سے کیا - اور اختتام پر کہا کہ مجھے امید ہے کہ روسی دانائی ملک کو بچائے گی - اور فوج کا قدیمی جاہ و جلال از سر نو بحال ہوجائیگا۔

وردون کا محاذ جنگ

۲۸ اگست لندن - گزشتہ شب کا فرانسیسی مراسلہ مظہر ہے کہ دریائے میوز کے بائیں کنارہ پر خصوصاً پہاڑی نمبر ۳۰۴ کے شمال میں خاصی شدت کی گولہ باری ہوتی رہی - مگر دشمن نے ہمارے نئے مورچوں پر حملہ کرنے کی جرات مطلق نہ کی۔

۲۸ اگست لندن - رائٹر کا نامہ نگار مقیمی فرانسیسی صدر مقامات بیان کرتا ہے کہ حال کے جنگ کی موجودہ حالت ایسی تھی کہ جرمن ہمارا مقابلہ کرنے یا کافی طاقت کے ساتھ پھر حملہ کرنے کے قابل نہیں - دریائے میوز کے دہنی جانب دشمن کا محاذ اس لائن سے آگے جہاں سے جرمنوں نے گزشتہ سال کے ماہ فروری میں وردون پر حملہ کرنا شروع کیا تھا - دو صرف دو میل کا ہے۔

۲۹ اگست لندن - نامہ نگار بیان کرتے ہیں کہ بیومنٹ نامے گاؤں بڑا اعلیٰ قلعہ ہے - چنانچہ جنوب مشرق کی جانب جنگل ہے - اور پیچھے کی طرف جنگلوں سے پہاڑوں کی پہاڑی ہے جو بلندیوں پر سب سے بڑا آخری مورچہ ہے - حملہ طلوع آفتاب کے وقت شروع ہوا اور فوج کے دونوں بازو سرعت کیساتھ اپنے مدعا پر پہونچگئے - یعنی بیومنٹ کی بڑی سڑک چاؤنی جنگل تک جا پہونچے سڑک تک پہونچگئے - جا بجا جنگل کے کنارہ پر کارآزمودہ قلب فوج کو عارضی طور پر روکے رہیں - مگر سہ پہر کو سارا بیومنٹ جنگل اور ۴ مربع میل مساحت زمین ہم نے لے لی - اس فتح کا خاص مطلب یہ ہے کہ یہ فتح اس وقت ہوئی تھی جبکہ توقع کیجا سکتی تھی - کہ فرانسیسی لوگ اپنی نئی حاصل کردہ زمین کو محفوظ اور مستحکم بنانے میں بڑے ہی مشغول تھے۔

اطالوی محاذ

۲۸ اگست لندن - اطالوی نامہ نگاران کہتے ہیں کہ دشمن بنسیا یوزنزو وادی میں ہمارا راستہ بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - جہاں پر ہم پہونچ گئے ہیں - اور کئی جگہ اس سے عبور بھی کر گئے ہیں - ہمارے ہوائی جہاز دشمن کی پسپائی پر دہاوے ڈالتے جا رہے ہیں

مسٹر پرسیول گبن کہتا ہے کہ اطالوی رسالوں نے تین سمتوں سے ۷ بجے صبح کے وقت سخت گولہ باری کرنے کے بعد مونٹ سینٹو پر حملہ کیا شمال کی جانب اس بلندی کے ساتھ ساتھ جو سینٹو کو ووڈس چوٹی کے ساتھ ملاتی ہے - آگے کی جانب سے اس ڈھلوان سے جو دریائے ایسونزو پر ہے - اور جنوب کی سمت پر اس نشیب کو رہ سے جسکا نام ڈال ہے - دس بجے کے قریب سامنے کی حملہ آور چوٹی تک پہونچگئے - اور وہاں جھنڈا گاڑ دیا۔

مگر روس کی حالت ابھی تک مخدوش اور ناقابل اطمینان ہے

ایڈیٹوریل نوٹس

مسیحیت قدرت ہے

مسیحیت میں زندگی ہے۔ یا دوسرے الفاظ میں زندگی کے نشان پیدا کر دینے کی قدرت ہے۔ اُس میں مردہ کو زندہ کرنے کی طاقت ہے۔ جو شخص اس کے ساتھ مس کرتا ہے وہ زندہ ہو جاتا ہے۔ مسیحی مذہب دنیا کی قیامت اور زندگی ہے۔ اُس کی زندگی افراد میں منکشف ہوتی ہے۔ افراد کی بُری اور مکروہ خصلتوں کو برباد کر کے اُن کو نئی شکل میں بنا دینا اس کا خاصہ ہے جبکہ مسیحیت میں افراد کو زندہ کرنے اور نیا بنا دینے کی قدرت ہے اسی طرح وہ خراب اور مکروہ سوسائٹی کو بھی زندہ کرنے کی طاقت رکھتی ہے۔ وہ مردہ قوم کو زندہ بنا سکتی ہے۔ جو لوگ مسیحیت کو قبول کر لیتے ہیں۔ وہ اُن کو انسان کے حقوق کا نیا تصور سکھاتی ہے۔ آزادگی کی تعلیم دیتی ہے یعنی انسان کے باہمی تعلقات کا سبق پڑھاتی ہے۔ جو نئے زمانہ کا **صبح کا ستارہ** ہے۔ قومی زندگی پر مسیحیت کی زندگی بخش طاقت کا اثر ان تمام اقوام میں نظر آتا ہے جہاں مسیحی مذہب کے کارندے کام کر رہے ہیں۔ جاپان۔ چین کوریا اور میکسیکو اور دیگر ممالک میں جو تبدیلیاں معرض ظہور میں آ رہی ہیں۔ اور ایسا ہندوستان میں جو تبدیلی ہو رہی ہے۔ وہ کوئی اقتصادی تبدیلی صورت یا تمدنی جوش نہیں ہے۔ بلکہ بنی نوع انسان کے حقوق کی اُس میں نئی زندگی کی وہ طاقتور قدرت ہے جو انجیل میں مصرح مذکور ہے۔ کیونکہ انجیل ہر ایک نجات پانے والے کے لئے خدا کی قدرت ہے۔ وہ خدا کا ڈائنا میٹ ہے۔ اور نجات پانے والوں کے لئے ہے خواہ وہ نجات ریلیجس ہو خواہ پولیٹیکل۔ خواہ تمدنی ہو خواہ اقتصادی۔ لیکن اس لفظ آزادی یا نجات سے بنی نوع انسان کے باہمی تعلقات کا خواہ وہ تمدنی ہوں خواہ خانگی یا پولیٹیکل ازالہ یا استیصال نہ سمجھنا چاہیئے۔ بلکہ اُن سے ان تعلقات کی استواری اور اُن پر عملدرآمد کرنا اور اُن سے ایک دوسرے کو فائدہ پہونچانا اور ہر ایک کو اُس کا حق ادا کرنا ہے۔ انجیل کا یہ **سنہرا قانون** ہمیشہ یاد رکھنے اور عملدرآمد کئے جانے کے لائق ہے۔ کہ جو کچھ خدا کا ہے خدا کو اور جو کچھ قیصر کا ہے۔ قیصر کو دو۔ گرین نامے مورخ کا قول ہے کہ جان کالون امریکن جمہوریت کا باپ تھا جس سے اُس کا مطلب ہے کہ جان کالون نے تحقیق کی ایسی بنا دی کہ جس نے انسان کے خیالات اور کاموں پر ایسا اثر ڈالا اور اُن پر ایسا قبضہ کر لیا کہ خود وہ گورنمنٹ ہی بدل گئی اور اُس نے نئی صورت اختیار کر لی جس کے اندر وہ موجودہ صورت کی گورنمنٹ سے پیشتر رہتے تھے۔

یہی صورت آج ہم برٹش راج کے اندر یورپ میں دیکھ رہے ہیں کہ خود مختار اور مطلق العنان حکومت کی صورت سے وہ جمہوریت یعنی ہر شخص کے اعلیٰ حقوق کی حفاظت کیجانب آ رہا ہے۔ اس تمام انقلاب کی پشت پر اور اُس کے اندر حقوق کی وہ تعلیم قائم اور جاری ہے جس کی تلقین مسیحی مذہب کرتا ہے۔

نجات یا حریت کا کیا مطلب ہے؟

نجات یا حریت یا آزادی سے یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مافوق کے ماتحت نہ ہو۔ یہ معنی انجیل اور صحیفہ فطرت ہر دو سے مفقود ہے۔ انجیل ہم کو یہ نہیں سکھاتی کہ آدمی خدا سے جو بادشاہوں کا بادشاہ اور خداوندوں کا خداوند اور شہنشاہوں کا شہنشاہ ہے آزاد ہو جائے یا کسی دنیاوی بادشاہ کی حکومت کے تحت سے منحرف اور باغی ہو جائے۔ یہ تو انجیل کے اِس سنہرے قانون کے سراسر خلاف ہے کہ جو کچھ خدا کا ہے خدا کو اور جو قیصر کا ہے قیصر کو دو۔ اسی طرح فطرت میں بھی ظاہر ہے کہ خصوصاً گھریلو خاندان کے اندر۔ سوسائٹی کے اندر۔ ملک کے اندر۔ اور بادشاہتوں کے اندر یہ ماتحتی قید نہیں ہے۔ بلکہ انتظام ہے جس سے بادشاہت کے بے شمار افراد منتظم کر دئے گئے ہیں تاکہ کام عمدگی کے ساتھ چل سکیں اور ہر فرد کو اُسکا حق پہونچے۔ مسیحی مذہب کے طریق النجات میں بھی یہی اصول قائم اور جاری ہے۔ مذکورہ بالا مورخ گرین ایک مقام پر یوں لکھتا ہے کہ مسیحی جمہوریت کی بنا اُس کے (یعنی کالون کے) ساتھ تھی یعنی مسیحی شخص جو خدا کی طرف سے چنا اور بلایا گیا۔ اُس کے فضل سے گناہ کی طاقت سے محفوظ و مامون کیا گیا۔ ہمیشہ کی زندگی کے لئے پیشتر سے مقرر کیا گیا۔ اِس قسم کا ہر ایک مسیحی فی نفسہ کاہن ہے۔ اور ایسے آدمیوں کا ہر ایک گروہ کلیسیا ہے۔ جو اپنی حکومت آپ کرتی ہے۔ خدا کے سوا کسی کے ماتحت نہیں۔ اور اپنے تمام کلیسیائی اور روحانی معاملات میں پورا اختیار رکھتی ہے۔..... وسیع اور مقدس جمہوریت کے قوانین (انقلاب یورپ) یورپی دنیا کے تمام سر رشتے اور پولیٹیکل ڈھانچے کے مقابلہ میں ہے۔ ہمارا بادشاہ شہنشاہ ہے جس کے ماتحت کینیڈا اور آسٹریلیا وغیرہ سلطنتیں ہیں۔ اور اُن سلطنتوں کے نیچے علی الترتیب محکمجات

ہیں۔اسی کا نام ہوم رول یا پولیٹیکل نجات ہے جس کی آرزو ہندوستان کو ہے اور جس کے لئے آج ہندوستان میں سخت کوشش اور بڑی سے بڑی قربانیاں ہو رہی ہیں اور جس کے پانے کی بہت جلد پوری توقع ہے۔کیا ہندوستانی مسیحی ایسی تحریک میں حصہ نہ لیں گے جس کو ہمارے نیک نیت اور کشادہ دل ملک معظم قیصر ہند دام اقبالہٗ نے منظور بھی فرما لیا ہے اور ان معاملات پر غور و فکر کرنے کے لئے مشتہر بھی کر دیا ہے۔اور ساتھ ہی سکرٹری آف سٹیٹ آف انڈیا ہندوستان میں تشریف بھی لا رہے ہیں۔ایسی تحریک میں جو قانون کے اندر اور نیک نیتی سے ہو شریک ہونا کوئی پولیٹیکل گناہ نہیں ہے۔بلکہ تمام حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس میں شریک نہ ہونا ہی پولیٹیکل گناہ اور قومکشی کا جرم ہے۔

سرکاری مراسلہ نمبر ۲۱۱۱

سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے یہ مشتہر فرمایا ہے کہ ہز مجسٹی کی گورنمنٹ کی پالیسی جس کے ساتھ گورنمنٹ آف انڈیا کا پورا اتفاق رائے ہے یہ کہ ہندوستانی باشندے سلطنت گورنمنٹ کے حلقوں کے تدریجی انکشاف اور خدمت کی ہر ایک شاخ میں بڑا حصہ لے رہے ہیں۔یہ اس نظر کہ ہندوستان کی ذمہ وار حکومت کا ترقی کرنا سوا احساس برٹش ایمپائر کا ایک خاص اور بنیادی جزو ہے۔انہوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سمت میں حتی الوسع بہت جلد حقیقی طور پر اقدام کیا جائے اور کہ یہ ایک نہایت ہی ارفع اور ضروری بطور ابتدائی غور و فکر کے نہایت ضروری اور اعلےٰ معاملہ ہے کہ وہ پیشقدمیاں کیا ہیں جن کے انگلستان اور ہندوستان کے حکام بالادست کے درمیان آزادانہ واقفیت بہم پہونچانے والی رائے کیا ہونا چاہیئے۔پس بموجب اس کے اعلیٰ حضرت کی گورنمنٹ نے ہز مجسٹی کی منظوری سے یہ فیصلہ کیا ہے کہ میں ویسرائے اور گورنمنٹ آف انڈیا کے ساتھ ان امور پر بحث کرنے کے لئے ویسرائے کی دعوت قبول کروں۔اور ویسرائے کے ساتھ مل کر لوکل گورنمنٹوں کی رایوں پر غور و فکر کروں اور اس کے ساتھ نمائندہ جماعتوں اور دیگروں کی تجاویز معلوم کروں۔(سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا)

فوج میں کمیشنڈ عہدہ پر ہندوستانیوں کی ماموری

سرکاری مراسلہ مظہر ہے۔کہ سکرٹری آف سٹیٹ فار انڈیا نے ہز مجسٹی کی گورنمنٹ کے اس فیصلہ کا اعلان ہاؤس آف کامنز میں دے دیا ہے۔کہ وہ رکاوٹ دور کر دی جائے جس سے ہز مجسٹی کی فوج میں کمیشنڈ عہدہ پر ہندوستانیوں کی رسائی مسدود تھی۔اور نو ہندوستانی افسروں کو جو ایسی ہندوستانی بری فوج رنیٹو انڈین لینڈ فورسز سے علاقہ رکھتے ہوں اور جنہوں نے موجودہ جنگ میں عین میدان جنگ پر خدمت کی ہو اور جنگی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ آف انڈیا اس اعزاز کے لئے سفارش کرے اُن کو یہ عہدہ عنایت کیا جاوے اُن کا نام لنڈن گزٹ میں مشتہر کر دیا جائیگا۔اور وہ گزٹ بذریعہ ڈاک انڈین آرمی کے پاس روانہ کر دیا جائے گا۔

سکرٹری آف سٹیٹ اور گورنمنٹ آف انڈیا عام حالات پر بحث مباحثہ کر رہے ہیں جن کے رو سے ہندوستانی باشندگان کو آئندہ کمیشن کا حقدار سمجھا جائے۔مناسب موقعہ پر آرمی کونسل سے بھی اس امر کا مشورہ کیا جائے گا کہ پوری غور و پرداخت کے بعد تیار کردہ کوئی ایسا سکیم پیش کرے جس کے مطابق انتخاب کی شرطیں مقرر ہوں اور اُنکو اُن ضروری فرائض کی ترتیب دیجائے جو اُن کے لئے لازمی ہوں۔"

سوامی سندر سنگھ آجکل کہاں ہیں؟

سوامی جی کوٹ گڑھ سے اپنے ۲۰ اگست کے ایک پرائیویٹ خط میں جو انہوں نے اس خاکسار کو تحریر فرمایا ہے لکھتے ہیں۔میں تبت کے ضلع رنگچنگ میں چند عرصہ خدمت کر کے بفضل خدا پھر واپس کوٹ گڑھ سلامتی سے پہونچ گیا ہوں۔آپ کی دعاؤں سے ان تنہا جنگلی مقامات میں بڑی مدد ملی جس کے لئے تہ دل سے مشکور ہوں۔میں ابھی کچھ عرصہ اور وہاں رہنے کو تھا اور کیلاش کی طرف بھی جانے کا خیال تھا مگر بار بار وہاں جانا بھی مصلحت نہیں معلوم ہوتی۔اور چند وجوہات ایسے پیش آئے کہ واپس ہی آنا پڑا۔۳۱ جولائی کو جب میں تبت میں تھا تو چاروں طرف کے پہاڑوں پر خوب برف پڑی۔اس لئے یکم اگست کو تبت کے پہاڑ پر پیگلا پر بڑی تکلیف ہوئی۔لیکن خدمت کے لئے اچھے موقعے ملے سنہ ۲ تاریخ کے خط میں لکھتے ہیں کہ میں لودیانہ نہ جا سکونگا کیونکہ ۸ ستمبر کو ایٹہ کنونشن کمیٹی نے بلایا ہے۔اور اسکے بعد بھوسہ بڑے جلسہ میں وعظ کرنے ہیں۔پھر پہلے خط میں لکھتے ہیں کہ آج یہاں پر پنجاب سی۔ایم ایس کے سکرٹری آئے ہوئے ہیں۔انہوں نے کہا ہے کہ میں جمرات کو ۵ بجے (شام) تبت کے سفر و خدمت کے حالات گرجا میں سناؤں۔بھائی ان فرصت کے وقت



نور افشاں کے لئے بھی چند دلچسپ اور مفید حالات لکھ بھیجیں گا۔ کام بہت ہے اور وقت تھوڑا ہے۔ مہربانی سے اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں۔

مڈ انڈیا کنونشن

یہ کنونشن ۱۴ سے ۱۹ نومبر ۱۹۱۷ء میں بمقام جبلپور ہوگی۔ گذشتہ سال بوجہ جنگ کے اس کا انعقاد نہ ہو سکا۔ اور اگرچہ وہی حالات ناساز ہیں تو بھی کمیٹی کنونشن کے انعقاد کو ضروری سمجھتی ہے۔ اور تمام مسیحی اور غیر مسیحی صاحبان کی آمد کو بدل وجان خیر مقدم کرے گی۔ اس کنونشن کا مدعا روحانی زندگی کی افزائش ہے۔ امید کیجاتی ہے کہ بہت سے معززین کے علاوہ مندرجہ ذیل کے مشہور و معروف صاحبان بھی تشریف لائینگے یعنی پادری سی۔ اے۔ آر۔ جانویر۔ ڈی۔ ڈی پادری جے آرچیا مبرا۔ ایم۔ اے مسٹر وی ڈی۔ ڈیوڈ (تامل ڈیوڈ) اور مسٹر اے۔ ایس۔ براؤ صاحبان کمیٹی کی طرف سے درخواست ہے کہ کنونشن ہذا میں تشریف لانے والوں کے لئے دعا کی جائے۔ تاکہ خدا کی برکت اُن پر ہو۔ کنونشن کے جلسے ہندی اور انگریزی زبانوں میں ہوا کرینگے۔ مزید حالات دریافت کرنے کے لئے پادری ڈبلیو۔ جی براکر صاحب آنریری سکرٹری مڈ انڈیا کنونشن مقیمی جبلپور سے خط وکتابت کریں۔

لیک میموریل امتحان کا نتیجہ

مسٹر ڈبلیو ڈیوڈ بابل گورداسپور (پنجاب) سے اطلاع دیتے ہیں کہ اس مرتبہ بھی لیک میموریل کے امتحان کا پہلا انعام ہیرنگ ہائی سکول میں آیا ہے۔ ماسٹر بھگوانداس صاحب کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ جس کے لئے وہ مبارکبادی کے مستحق ہیں۔ اور ساتھ ہی پادری واعظ صاحب بھی مبارکبادی کے مستحق ہیں کیونکہ یہ اوّل انعام اُن کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ کو حاصل ہوا ہے۔

بھرتی ہونے والوں کے لئے نادر موقعہ

شہر فیروزپور کے مشہور رئیس اور گورنمنٹ کے جان نثار لالہ کشور چند کانشی رام جی جو کہ موجودہ جنگ میں ہزاروں روپیہ سے مدد دے چکے ہیں۔ اور کوئی موقعہ گورنمنٹ کی خدمت کا ہاتھ سے جانے نہیں دیتے اب انہوں نے اس بات کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ جو شخص لالہ کشور چند کانشی رام جی رئیس اعظم کی معرفت فوج میں بھرتی ہوگا یا بھرتی کرائیگا۔ اس کو فی رنگروٹ پندرہ روپیہ بطور انعام اپنے پاس سے دئیے جائیں گے۔ اور رنگروٹوں کے لئے کھانے کا انتظام بھی انہیں کی طرف سے بہت عمدہ ہوگا۔ ایسی بہتر اور برتر رعایات کا اب تک کسی نے حوصلہ نہیں کیا۔ یہ وقت بہادری اور وفاداری کا ہے۔ وہ جوان جنکا مقدم بہادری اور وفاداری ہے۔ صاحب مذکورۃ الصدر کی معرفت نہایت عزت اور فخر سے بھرتی ہوں۔ المشتہر۔ سورن لچھمن پرشاد ایڈیٹر مستانہ جوگی۔ فیروزپور۔

کیا ہندوستانی مسیحی اب بھی نہ جاگیں گے؟

ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہندوستانی مسیحیوں نے پولٹیکل معاملات میں اپنے آپ کو اپنے ہم وطنوں سے بالکل الگ رکھا ہے۔ لیکن شکر کا مقام ہے کہ سیاسی تحریک اُن کے اندر پولٹیکل معاملات میں خصوصیت کے بارے میں ہو رہی ہے۔ اگرچہ ہندوستانی مسیحیوں کے درمیان اس امر پہ دو پارٹیاں ہوگئی ہیں۔ ایک پارٹی اس تحریک کی حامی اور معاون ہے۔ دوسری مخالف۔ تو بھی شکر ہے کہ پولٹیکل زندگی ہندوستانی مسیحیوں کے اندر اب نمایاں ہونے اور اپنا کام کرنے لگ پڑی ہے جو لوگ اس تحریک کے مخالف ہیں انکو یاد رکھنا چاہیے کہ جس جماعت میں کسی قسم کی زندگی نہیں وہ اُس قسم کی زندگی کے لحاظ سے مردہ جماعت ہے۔ وہ زندگی خواہ مذہبی ہو خواہ اخلاقی یا تمدنی یا سیاسی اسی طرح اگر ہندوستانی مسیحیوں کے اندر پولٹیکل زندگی اور اس کی تحریک اور عمل نہیں تو اُن کو پولٹیکل مردہ کہنا بیجا نہ ہوگا جو پولٹیکل نقطہ خیال سے نہایت افسوسناک اور ہندوستانی مسیحیوں کے لئے مضر ثابت ہوگا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر ان کو پولٹیکل معاملات میں کچھ دخل ہی نہ ہو تو اُن کا حق کیا ہے کہ وہ کسی پولٹیکل حق کو حاصل اور اس سے استفادہ کریں؟ کیا یہ مثال اُن پر صادق نہ آئیگی کہ شکار مارے شیر اور کھائے گیدڑ۔ کیا آپ لوگ نہیں دیکھتے کہ ہندو اور مسلمان باوجود مذہب میں ایک دوسرے سے بالکل مخالف ہونے کے ایسا کہ اُن کے مذہبوں کے درمیان بعد المشرقین پایا جاتا ہے۔ پولٹیکل معاملات میں کیسے ایک ہو کر حصہ لیتے اور کامیاب ہو رہے ہیں؟ مگر جب کبھی کسی مسیحی کا سوال آجاتا ہے تو وہ دونوں مل کر مخالفت کرنے لگ پڑتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ سرکاری دفاتر اور عدالتوں میں ہندوستانی مسیحیوں کو بہت کم دخل ملتا ہے۔ جو کچھ نمود نظر آرہا ہے۔ وہ صرف اتفاقیہ ہے۔ یا کسی خاص شخص کی ذاتی اور شخصی کوششوں کا پھل ہے۔ لیکن کیا ہندوستانی مسیحیوں نے

بحیثیت قوم کے اپنے لئے کچھ کیا ہے؟ کیا حضور ویسرائے صاحب کی کونسل اور دیگر صوبائی کونسلوں میں کوئی مسیحی نمائندہ موجود ہے؟ اسی ہی ضرورت کو دیکھ کر گزشتہ دنوں میں مدراس ایسوسی ایشن کی جانب سے حضور ویسرائے کی خدمت میں ایک وفد گیا تھا۔ جس کے جواب میں یہ فرمایا گیا کہ جب انتخاب ہوگا تو اس وقت اس معاملہ پر غور کیا جاوے گا۔ کیا ہندوستانی مسیحی جماعت پولیٹکل نقطہ خیال سے ہندو مسلمانوں کو مردہ اور اپنے آپ کو زندہ قوم کہہ سکتی ہے؟ یا کم از کم اگر یا اپنے آپ کو اُن کے ساتھ ملا کر زندہ کہہ سکتی؟ ہماری دانست میں جواب نفی ہے۔ ہاں اگر اس معاملہ میں ہم اپنے آپ کو اُن کے ساتھ ملا دیں تو درست ہے۔

ذرا غور کیجئے جس حال کہ گورنمنٹ نے ہندوؤں اور مسلمانوں کو قوم تسلیم کر اور قرار دیدیا ہے۔ وہ کیوں جانتے ہیں۔ ایک عام بات ہی دیکھ دیہاتوں میں جب پرچیاں دیجاتی ہیں تو اُن پر کیا لکھا ہوتا ہے۔ ہندو میل یا فیمیل محمڈن میل یا فیمیل۔ لیکن کیا مسیحیوں کے لئے بھی انڈین کرسچن میل یا فیمیل لکھا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں دوسرے آدمیل یا فیمیل کے سلسلہ میں آتے ہیں جس سے سوائے اس کے اور کیا مراد ہو سکتی ہے کہ وہ چوہڑہ یا چمار یا ساہنسی وغیرہ میل یا فیمیل ہے۔ اسی طرح اور صیغوں میں بھی ملاحظہ فرمایئے۔ گزشتہ آل انڈیا کرسچن ایسوسی ایشن میں جو مدراس میں منعقد ہوئی تھی اس کے پریذیڈنشل ایڈریس میں بھی اسی قسم کی باتوں کا رونا رویا گیا ہے کہ سرکار نے ہم کو یہ حقوق نہیں دیئے۔ وہ حقوق نہیں ہم اپنے

ہندو مسلمان ہموطنوں سے کس قدر پیچھے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ جب کسی ضلع میں یا محکمہ میں ہندو مسلمان ڈپٹی کمشنر صاحب یا سرمحکمہ ہوتے ہیں۔ اور کوئی آسامی خالی ہوتی ہے تو ہندو مسلمان امیدوار جگہ پاتے ہیں۔ مگر جہاں کوئی مسیحی ضلع صاحب یا سرمحکمہ ہوتا ہے اور کسی عیسائی کو یا کم از کم دو چار کو خالی آسامیوں پر مامور کر دیا گیا تو ہندو مسلمان آسمان سر پر اٹھا لیتے ہیں۔ اس حالت میں اس بیچارے ضلع صاحب یا سرمحکمہ کو مسیحیوں کی طرفداری کرنے کے الزام سے بری رہنے کے لئے الگ رہنا پڑتا ہے۔ اور یوں مسیحی ہی مسیحی کا پولٹیکل حق چھین لیتا ہے۔ اور کوئی پرسان حال نہیں ہوتا۔

اب تھوڑی دیر کے لئے ہوم رول یا سلف گورنمنٹ کے مسئلہ کی طرف غور فرما دیں۔ دیکھئے ہمارے ہندو مسلمان بھائیوں ہی کی کوششوں اور قربانیوں کا نتیجہ ہے۔ کہ ہمارے قدرشناس اور دل خیر اندیش **ملک معظم قیصر ہند** دام اقبالہ نے ہندوستان کی سلف گورنمنٹ کے مسئلہ کی جانب توجہ مبذول فرمائی ہے۔ اور ان امور پر بحث مباحثہ کرنے کے لئے سکرٹری ٹو دی گورنمنٹ آف انڈیا کو ہندوستان میں بھیجے جانے کی تجویز کو پسند اور منظور فرما لیا ہے۔

ہائی کورٹ مدراس کا ایک فیصلہ

۲۸ اگست کو مدراس ہائی کورٹ کے چیف جسٹس اور مسٹر کمارسوامی شاستری نے ہندو قانون کے ایک خاص مقدمہ میں فیصلہ دیا جس میں امور تنقیح یہ تھے۔ (۱) کیا کوئی بیٹا پریوی کونسل کے حال ہی کے فیصلہ کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے والد کی عین حیات میں اپنے والد کا قرضہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔ اور (۲) یہ امر تسلیم کر کے کہ بیٹا اپنے والد کا قرضہ ادا کرنے پر مجبور ہے خواہ والد کی عین حیات ہی میں ہو۔ کیا وہ کسی ایسے قرضہ کی ادائے گی پر مجبور کیا جا سکتا ہے جو اس کے والد نے اپنے بیٹے سے علیحدہ ہونے کے بعد لیا ہو۔ یا کوئی تمسک لکھدیا ہو۔ پہلے سوال کے جواب میں محترم ججان کی یہ رائے تھی کہ حال ہی میں جو پریوی کونسل میں مقدمہ ہو چکا ہے اُس کا یہ مطلب نہیں کہ ابتدائی مقدمات میں اس بات پر زور دیا جائے کہ بیٹا اپنے باپ کی عین حیات ہی میں کیوں نہ ہو۔ اس کا قرضہ ادا کرنے پر مجبور نہیں ہے۔ امر تنقیح ثانی کی بابت قابل ججان نے تسلیم کرتے ہوئے کہ خاندان کی جائیداد اس کے قبضے میں ہے۔ بیٹا اپنے والد کا وہ قرضہ ادا کرنے پر مجبور ہے جو اس کے والد نے اپنے بیٹے سے جدا ہو جانے کے بعد لیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا کہ قرض کسی ایسے مقدمہ میں جائز نہیں ہو سکتا جو اس کے والد نے اپنے بیٹے سے علیحدہ ہو جانے کے بعد لیا یا اس کا نیا تمسک کر دیا ہو۔

ایڈیٹر کی واپسی

ناظرین پر واضح ہو کہ میں تین ہفتہ کی رخصت پر بوجہ بیماری گیا ہوا تھا اور اب آگیا ہوں۔ ۳۱ کا پرچہ اس خاکسار کا ہی لکھا ہوا ہے۔ گزشتہ پرچوں میں جو سہو یا سقم باقی رہ گئے ہوں وہ آئندہ پورے کر دیئے جائینگے۔

رسید زر۔ ڈاکٹر کیرن ۱۰ ر پادری سنت عہ پادری این ایم واعظ عہ مسٹر سی پیٹر ۱۲ مسٹر آر۔ امی جوئل سے۔ ماسٹر جگن ناتھ سے۔

کلیسیا

جمیلہ ہوں گرچہ سیاہ فام ہوں
میں محبوب اپنے کی گلفام ہوں۔
نہ قیدار کے خیموں کی مثل تم
مجھے تاکو اے دُختِ یروسلم
سلیماں کے پردے نہ سمجھو مجھے۔
جو ہیں سنگ مرمر کے گھر میں لگے۔

کلیسیا کی ظاہر صورت سیاہ فام ہے۔ یعنے اپنے آپ میں وہ جو کچھ ہے بدصورت ہے۔ مگر اُس کی اندرُونی صورت جمیلہ ہے۔ کیونکہ یہ جمال اُس کو اپنے محبوب سے ملا ہے۔ وہ آفتاب صداقت اور یہ ماہ کمال ہے جبتک سورج اور چاند مقابل ہیں اور درمیان میں زمین حائل نہیں بدر ہے۔ یونہی جبکہ ہمارے اور مسیح کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو۔ یعنے دنیا کا پردہ نہ ہو۔ ہم جمیلہ ہیں۔ اور اس جمال پر خود محبوب بھی فریفتہ ہے۔ قیدار کے خیمے سلیمان کے پردے تشبیہی طور پر ہیں۔ ایک استعارہ ہے۔ جیسے قیدار کے خیمے باہر سے تو سیاہ۔ مگر اندر سفید۔ سلیمان کے پردے سنگ مرمر کے سفید محل میں سیاہ۔ اُن کی ظاہری صورت پر نہ جاؤ۔ مگر خیموں کی خوبصورتی اور محل کی سجاوٹ یہی پردہ ہیں۔ سفید پر سیاہ۔ ماہ بیں پر سیاہ زلفیں لٹک رہی ہیں۔ یعنے اگرچہ میں سیاہ فام ہوں۔ مگر میری بدصورتی محبوب کے جمال کو زیادہ منور کرتی ہے۔ کہتے ہیں کہ فرانس کی امیر لیڈیاں اپنے ساتھ ہر وقت کوئی نہ کوئی حبشن خدمتگار رکھتی ہیں جس کے سبب سے فرانسیسی لیڈی کا حُسن زیادہ چمک اُٹھتا ہے۔ یہی ہماری گنہگاری کو فخر ہے کہ اُسکا عشق اور اُس کی محبت عالم پر منور ہوتی ہے کہ کیسے کیسے گناہگار بخشے گئے۔ میں سیاہ فام ہوں۔ اے میرے محبوب تو جمال ہے۔

کاں کلوٹی میں ہاں جانی
سوہنی صورت تیری۔

اے میرے محبوب میں سیاہ فام ہوں مگر تو ہی جمال ہے۔

بھانویں دھپاں نال سٹی ہاں
سوہنی صورت تیری

اگرچہ میں دھوپ کی جلی ہوں۔ مگر تو خوبصورت ہے۔

دوتیاں بھانویں کالی کوجھیلا
تاں بھی چیری تیری

دشمنوں یا رقیبوں کے خیال میں تو میں شل کوجھیلا کے سیاہ ہوں۔ مگر تیری لونڈی ہوں۔

جوگن بن کے یسوع پایا
پتی گھر گھر پھیری

میں نے یسوع کو در بدر پھر کر پایا ہے۔

میری سیاہی اُس کا نور۔ میری بدصورتی اُس کو دوبالا کرتی ہے۔

زچشم بد۔ رُخ خوباں ترا خدا حافظ۔

نہ دیکھیے مجھے میں سیاہ فام ہوں
جلی دھوپ کی میں گل اندام ہوں
جو بیٹے میرے والدہ ہی کے تھے
سدا مجھ سے ناراض رہتے رہے
حوالے میرے تاک کا باغ تھا
نگہبانی کا کام مجھ سے لیا
مگر مجھ سے رکھوالی نہ ہو سکی۔
میرے اپنے ہی باغ انگور کی

دھوپ کی جلی۔ کیونکہ میری ماں کے بیٹوں نے مجھ سے باغبانی اور نگہبانی کا کام لیا۔ یہ ہے شریعت کی طپش اور کوہ طور کی آگ۔ جس سے پہاڑ جل اُٹھا نیز شریعت کی ریت و رسم کی رکھوالی۔ یہ کام مجھ سے نہ ہو سکا۔ میری ماں کے بیٹوں یعنے خاندان لاوی نے یہ خدمت میرے سپرد کی۔ مگر آہ یہ خدمت مجھ سے نہ ہو سکی۔ شریعت پوری نہ ہوئی۔ اگرچہ یہ تاک میرا اپنا ہی تھا۔ مگر اُس کی خدمت میں سرانجام نہ دے سکی۔ اس کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں۔ رسول پولوس کی تعلیم اور خط عبرانیاں اس آیت کی تفسیر موجود ہیں۔ جس کا حاصل یہ ہے کہ جو کچھ شریعت سے نہ ہوا۔ وہ خدا کے فضل یعنے محبت سے ہوا۔ اور کوہ طور کے جلوہ نے شرع والوں کو ایسا جلا دیا۔ کہ الہیٰ فضل یعنے محبت کا بھید اُن کی سمجھ میں آتا ہی نہیں۔ رسول نے فلسیوں کے دوسرے باب میں اس بھید کو صاف طور سے کھول کر بیان کر دیا ہے۔ مگر آہ شرع کے سوختوں کی سیاہی دور ہونے میں ہی نہیں آتی۔ ابھی تک مت کھا۔ مت چھو۔ مت چکھنا اور وہی پرانی رسومات لئے چلے جاتے ہیں۔ اور احکام عشرہ کی مالا پھیرتے رہتے ہیں۔ حالانکہ شرع اور فضل کا کوئی تعلق نہیں۔ وہاں خدا سا پہاڑ چمکارا پڑا تھا کہ لوگ چلا اُٹھے تھے۔ کہ خدا ہم سے نہ بولے اگر ذرا زیادہ چمک پڑتی تو نہ معلوم کیا سے کیا ہو جاتا۔

ایک کوہ طور کیا جل جاتے سب ارض و سما
خیر گذری ایک ذرہ ہی چمک کر رہ گیا

اور جہاں فضل و عشق کی جھلک پڑی۔ وہاں سے صدا آتی ہے کہ اے خداوند ہمارا رہنا اچھا ہے محبوب کے ساتھ رہنا اچھا ہے۔ کیونکہ اس نے ہمیں پیار کیا ہے۔ اگرچہ شرع نے ہم کو جلا کر سیاہ کر دیا۔ مگر محبت نے گل اندام بنا دیا ہے۔

میرے دل کے پیارے تو بتلا مجھے
کہاں اپنا گلہ چراتا پھرے۔
کدھر اپنے گلے کو لے جاتا ہے
کہاں وقت دوپہر بٹھلاتا ہے
تیرے دوستوں کے میں گلے کے پاس
بھٹکتی پھروں اس طرح کیوں اُداس۔

کلیسیا شرع کی گرمی سے بدحواس ہوکر محبوب
المسیح کی خدمت میں عرض کرتی ہے کہ تو کون سے
زندگی کے سوتوں کے پاس بیاگلہ چراتا ہے۔ زبور
۲۳ مجھے بتا کہ میں اُدھر حاضر ہوں میں تیرے پیچھے
ہوں۔ دوپہر یعنے مصیبت کے وقت تیرے سایہ
میں آرام پاؤں۔ میں تیرے رفیقوں یعنے انبیاء اور
شرع کے میدان شریعت میں کیوں بھٹکتی پھروں۔
اور بےتاب کی طرح جاں بلب ہوں۔ یہاں بےتاب
سے مراد ہے برقعہ پوش یعنے اپنا منہ چھپائے
پھرتی ہوں۔ شرم کے مارے۔ کیونکہ شریعت اور انبیاء
مجھ سے پورا حساب مانگتے ہیں۔ اور جو خدمت میرے
سپرد تھی وہ مجھ سے پوری نہیں ہوئی۔ وہ میرے
پیچھے پڑے ہیں۔ وہ تیرے رفیق ہیں۔ میں
حساب کے ڈر سے اُن سے چھپتی پھرتی ہوں۔
اور تیری طرف آتی ہوں۔ مجھے بتا کہ تو کہاں ہے۔
کہ تیری پناہ کے لئے اُن سے اپنی جان چھڑاؤں
کیونکہ شریعت کی غایت یہ ہے کہ مسیح ہر ایک ایماندار
کی راستبازی ہو۔ تمام انبیاء اور شرع اُس راستباز
کی خبر دینے والے تھے۔ اعمال ۱۰: ۴۳ یہی مسیح کے
رفیق ہیں۔ مگر عاشق کی تسلی محبوب کے دوستوں سے
نہیں ہوسکتی۔ محبوب المسیح کے بغیر مسیحی کیسے تسلی
پاسکتا ہے؟ یہ میرا سوال ہے۔ ریچولسٹ مسیحیوں
سے۔ جنہوں نے مذہب اور رسومات کو مسیح کی جگہ
دیدی ہے۔ اس موقعہ پر کالکا شملہ ریلوے میں
سے دھرم پور کے اسٹیشن کا حال دیکھنا چاہئے
چونکہ مسیحی کی تسلی بغیر مسیح کے نہیں ہوسکتی۔ اس لئے
وہ شرع کے میدان سے بھاگ کر مسیح کی تلاش
کرتا ہے۔ کیونکہ اُس میں اطمینان ہے۔

م ا قمر۔ واعظ

نورافشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

تائید التنقید

کیا تو اپنی تلاش سے خدا کا بھید پاسکتا ہے۔ یا قادرِ مطلق کے کمال کو پہونچ سکتا ہے۔ وہ تو آسمان سا اونچا ہے۔ تو کیا کرسکتا ہے۔ پاتال سے نیچا ہے تو کیا جان سکتا ہے۔ اُس کا اندازہ زمین سے لمبا اور سمندر سے چوڑا ہے (ایوب ۱۱: ۷-۹) پھر بھی کاملوں میں ہم حکمت کی باتیں کہتے ہیں لیکن اس جہان اور اس جہان کے نیست ہونے والے سرداروں کی حکمت نہیں بلکہ ہم خدا کی وہ پوشیدہ حکمت بھید کے طور پر بیان کرتے ہیں جو خدا نے جہان کے شروع سے پیشتر ہمارے جلال کے واسطے مقرر کی تھی جسے اس جہان کے سرداروں میں سے کسی نے نہ سمجھا۔ (۱ کرنتھیوں ۲: ۶-۸)

ہمارے مضمون تثلیث فی التوحید کا ایڈیٹر پیغام صلح کے ایک قابل دوست نے ۲۰ جولائی کے پیغام میں "بکھیر کر رکھ دینے کی" بیسود کوشش کی تھی۔ جواب میں ۲۷ جولائی کے نورافشاں نے ثابت کردیا کہ وہ "بکھیر کر رکھ دینے" میں ناکام رہے۔ بعد اس کے جانب مخالف سے تو پیغام صلح ہی آتا رہا۔ ہمارے برخلاف کوئی پیغام نہ نکلا۔ ۱۰ کالم کے بعد ۱۴ اگست کے پیغام میں پھر "التوحید والتثلیث" کے ضمن میں ادیان کی تحقیق شروع ہوئی۔ اور "تذکرہ علمیہ" نے "تحقیق الادیان" کی حیثیت لی اور شاید اس وجہ سے کہ نامہ نگار کے لئے لاعلمی مصیبت مطلق اور علم مصیبت اعظم معلوم ہوا۔ ضرور تھا کہ مضمون سے علمی دستار اُتار کر دینی عمامہ رکھنا پڑا۔ اس قدر تسویف و تاخیر سے ہمیں **"بدیہ آمد درست آمد"** کا انتظار تھا۔ لیکن ہمارا یہی یقین تین نقطوں سے گویا تین نہیں ثابت ہوا۔ اور پیغام آمدہ کی تحقیق سے (۱) "کم ظرف نگاہ" (۲) "غیر معقول حملے" (۳) "لایعنی اعتراضات" کی ملازمت محقق ہوئی۔ اس جوابی پیغام میں تین سطروں کی زیادت دیکھ کر ہمیں بھی اپنے غلط کی اصلاح کرکے **"بدیہ آمد درشت آمد"** کا قائل ہونا پڑا۔ یہ افاضہ اصل بحث احمدی قلم نے بے عنوانی اور "گوہر ریزی" کی ذیل میں ہماری اپنی نسبت جس بے عنوانی سے "گوہر ریزی" فرمائی ہے وہ آپ کے علم وحلم کے "تکمیل وتکمیل" کا نتیجہ اور "تنگ آمد بجنگ آمد" کے علم واثر کا نشان ہے۔ لیکن ہماری طرف سے بسلامت **"ہر آنچہ از دست نکوست"** یہ سب پیغام صلح پر ہی محمول ہوگا۔

"پس اس سے پیشتر کہ" آپ قابل مسیحی نامہ نگار کے دلائل بینہ (جس کی "دلائل بینہ" کے مقابل آپ کا جواب انہیں بےسروپا اور محض تعلی نظر آتا ہے۔ عبد الحق") کی طرف توجہ کریں۔ آپ اس شخص کو جو "تثلیث فی التوحید کو میزان منطق کے کانٹے پر پورا اُتارنا چاہتا ہے۔ کھلے لفظوں میں چیلنج دیتے ہیں کہ وہ تثلیث مقدس پر سے اس پردہ زنگاری کو دور کرکے صاف لفظوں میں اس کا جواب دے۔ کہ آیا وہ تثلیث کو اعتباری اُنتا ہے یا حقیقی" لیکن آپ کا یہ "کھلے لفظوں میں چیلنج" دنیا محض دفع الوقتی ہے کیونکہ ۱۰ کالم سے (۲۰-۲۷ جولائی) نورافشاں نے کسی ہونہار مسیحی نوجوان کی قلم حقیقت رقم کے بل بوتہ پر اپنے گھر کی شعاعیں اُس (آپ کے پردہ

زنگاری پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے"۔ اگر آپ اس افادہ سے مستفید نہیں تو **نور افشاں راجع گناہ؟** اور یہ مسلمہ ہے کہ تا وقتیکہ مفید و مستفید دونوں قابل نہ ہوں۔ افادہ و استفادہ ہو نہیں سکتا۔ پس "نور افشاں" کا اُوز عین حق کے لئے ہے۔ غیر اسکا مستفید نہیں ہو سکتا۔

"مگر آفرین ہے قابل مسیحی منطق کے نطق بلاغت اثر پر کہ اُس نے آپ کی عرضداشت کو تو بے سروپا قرار دیا۔ مگر اپنی "تثلیث مقدس کے سروپا کا نشان تک" نہ بتایا اور یہی "انشاءاللہ دیکھیگے"۔ کہ اقانیم ثلاثہ میں تثلیث حقیقی ہے۔ اور ذات واحد میں وحدت حقیقی"۔ اس میں توحید حقیقی و تثلیث حقیقی کے اجتماع کا استحالہ نہیں۔ کیونکہ تغائر حیثیات واقع ہے۔ الوہیم تعالیٰ من حیث الذات واحد ہے۔ من حیث الاقانیم "ثالوث۔ نہ متبعض و متجزی ہے نہ ترکیب اس کو عارض ہے۔ وہ اجتماع سے پاک ہے۔ وہ افتراق سے منزہ۔

ہم نے ذات جناب الوہیم عزاسمہ کا علم بالکنہ انسانی عقول کے مدارک سے پرے بتایا تھا۔ آپ نے اس سے مسئلہ کثرت فی الوحدت کا قرین عقل نہیں بلکہ بعید از عقل ہونا مستنبط فرمایا ہے "تو وہ کس قدر بے خبری کے عالم میں ہیں ہمارے" احمدی" دوست کہ کسی نے ان کو اتنا نہیں بتایا؟" کہ فہم اور متعلق فہم کا مفہوم واحد نہیں ہوتا"۔ ان کو کیا خبر کہ ان کے واجب التعظیم والتقلید بزرگان دین نے اس کو ایسا ہی تسلیم کیا ہے کہ

ص **تنبیہ**۔ یاد رہے کہ جس طرح وجوب و امکان و امتناع اور حدوث و قدم اور تعین و لبقا اعتبارات عقلی ہیں۔ اسی طرح موصوفیت و اضافت اور وحدت و کثرت بھی اعتبارات عقلی ہیں۔ ۱۲ منہ۔

ذات جناب باری تعالیٰ کے حقائق و معارف میں سے کسی ایک کو جان لینے سے اس کی ذات والا کا علم بالکنہ حاصل نہیں ہو جاتا۔ پس درحالیکہ صورت یہ ہے۔ تو آدمی کی کیا طاقت ہے جو صرف مسئلہ کثرت فی الوحدت کے علم و عرفان سے اس غیر محدود و لامتناہی ذات کا علم بالکنہ جاننے کا دعوے کرے ⁂

آپ کے "عجیب و غریب فلسفہ اعداد" ۱+۱+۱ = ۱ کے کہیں تکنے سے ہم نے انکار کیا تھا۔ آپ اس کو تسلیم کرتے ہیں "کہ ہم نے بایں ہیئت تثلیث فی التوحید کی تشریح نہیں کی لیکن" فرماتے ہیں کہ "باپ کامل بیٹا کامل۔ روح القدس کامل۔ پھر بھی تین کامل نہیں۔ بلکہ ایک کامل"۔ "کیا اس کی مثال ۱+۱+۱=۱ کے سوا اور کوئی پیش کیجا سکتی ہے"؟ ہاں کیجا سکتی ہے" سنئے" مولوی نجم الدین صاحب کس بلند آہنگی سے فرماتے ہیں"۔ **ولہ صفات کاملۃ قائمۃ بذاتہ۔** پس حیات کامل۔ کلام کامل (حیات اور کلام کا اقنوم ہونا اور صفت نہ ہونا پیشتر مبرہن کیا جا چکا ہے) خدا (حی و متکلم) کامل۔ پھر بھی تین کامل نہیں۔ بلکہ ایک کامل ⁂

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ آپ کا فلسفہ اعداد" مسیحی فلسفہ اعداد سے جدا ہے۔ تو اس لحاظ سے آپ کو حق پہنچتا ہے کہ آپ ہمارے "فلسفہ اعداد کو عجیب و غریب قرار دیں"۔ کیونکہ مسیحی فلسفہ اعداد کی حدود میں صرف مقادیر متناہیہ آ سکتی ہیں۔ ذات واجب تعالیٰ بے حد و عد اور تکممات و کمیات سے علیٰ وارفع ہے کمیت متصلہ سے پاک ہے۔ اور کمیت منفصلہ سے منزہ۔ "پس درحالیکہ صورت یہ ہے کہ اُس کی وحدت و کثرت عددی نہیں۔ تو اس ذات غیر محدود کو عدد واحد یا اعداد سے محدود ٹھہرانا احمدی فلسفہ اعداد کا ہی حصہ ہے۔

"جو آیات آپ نے گذشتہ اشاعت میں پیش کی ہیں" ان کی بابت ہم نے کہا تھا۔ کہ وہ ہماری دلائل کے جواب میں اور مسئلہ تثلیث فی التوحید سے غیر متعلق ہیں۔ اس کا جواب آپ کو سلسلہ جوابات میں مسئلہ الوہیت مسیح و کفارہ کے ذیل میں دیا جاویگا۔ لیکن آپ کے نزدیک" یہ جواب محض دفع الوقتی ہے"۔ ہم آپ کی ان آیات کا اور ایسے تمام اعتراضات کا جو مخالفین کی طرف سے الوہیت مسیح پر کئے گئے ہیں۔ پورا پورا جواب تو اسی سلسلہ میں دیں گے۔ کیونکہ ان آیات کی تفہیم کے لئے مسئلہ تجسم والوہیت مسیح کی تشریح ضروری ہے۔ مگر ہمیں خیال کہ آپ کی "اُن پیش کردہ آیات" کے فوری جواب کے بغیر آپ کو ہمارا "یہ جواب محض دفع الوقتی" معلوم نہ ہو۔ بطور مختصر یہاں بھی لکھے دیتے ہیں۔

الوہیت مسیح پر جو اعتراضات آج تک کئے گئے ہیں۔ اکثر ذات جناب الوہیم ادونی یا ادونیم کی وحدت اور اقانیم واجب تعالیٰ کی کثرت کو نہ سمجھنے کی غلط پر مبنی ہیں۔ اقانیم واجب تعالیٰ ذات میں متحد ہیں لیکن اقنومیت اور اضافت میں متکثر ہیں۔ باپ۔ بیٹا روح القدس کا نام ہی تغائر اضافی کو مستلزم کرتا ہے۔ کیونکہ اضافت متعددہ ہے۔ جس کی دونوں طرفین نسبت میں ایک سی ہوں۔ جیسے اخوت و جوار جس طرح ایک بھائی اور ہمسایہ سے قائم ہوگی۔ اسی طرح پر دوسرے سے۔ لیکن ابوت و بنوت میں طرفین کا متغائر ہونا شرط ہے۔ کیونکہ ابوت صرف باپ سے قائم ہوتی ہے۔ اور بنوت صرف بیٹے سے۔ جب اقنوم اوّل کو باپ کہا۔ اور اقنوم ثانی کو بیٹا۔ تو محتاج بیان نہیں کہ اقنوم اوّل اپنی اقنومیت و شخصیت میں اقنوم ثانی سے ممتاز ہے۔ اور یہ بھی ظاہر ہے

کہ باپ کا تقدم و تکبر بیٹے پر ضروری ہے۔ لیکن ضرور نہیں کہ یہ تقدم و تکبر عبارت تقدم بالزماں و تکبر بالرتبہ سے ہو۔ تقدم و تکبر عقلی و اعتباری کافی ہے اور یہی تقدم و تکبر اقنوم اول کا ہے۔ تقدم بالزماں اس لئے نہیں کہ اس کے لئے حدوث شرط ہے۔ لیکن اقنوم ثانی قدیم ہے۔ کیونکہ "اس کا نکلنا قدیم سے ایام الازل سے ہے"۔ (میکاہ ۵:۲) اور تکبر بالرتبہ اس لئے نہیں کہ اس کے لئے تغائر ذاتی ضروری ہے۔ پر اقنوم اول و ثانی ذات میں متحد ہیں۔ جیسے کہ خداوند نے فرمایا۔ **میں اور باپ ایک ہیں**۔ اور نیز لکھا ہے **کلام خدا تھا**۔ پس یوحنا ۱۴: ۲۸ میں جو خداوند جل جلالہ نے اپ کی تکبیر بیان فرمائی ہے۔ منافی الوہیت نہیں۔ بلکہ اس سے اس کی الوہیت ثابت ہوتی ہے۔ کیونکہ محض انسان کا یہ کہہ دینا کہ خدا مجھ سے بڑا ہے۔ سراسر گستاخی اور حماقت ہے ذات واجب و غیر محدود کا ممکن و محدود پر تکبر مستغنی عن البیان ہے۔ پھر کسی محض انسان ضعیف البنیان کا اپنے مقابل خدا کو بطور توضیح واضح بڑا ظاہر کرنا چہ معنی دارد۔

اسی طرح پر متی ۲۴: ۳۶ و مرقس ۱۳: ۳۲۔ سے جو آپ نے الوہیت مسیح کے برخلاف استدلال فرمایا ہے۔ وہ بھی صحیح نہیں۔ بیان مختصر یہ ہے۔ کہ صفات تبرک جناب الوہیم عز اسمہ کی تین قسمیں ہیں۔ اول حقیقی محض جیسے سماعت و بصارت دوم۔ اضافی محض جیسے سبقت۔ معیت سوم حقیقی اضافی جیسے علم قدرت۔ قسم اول میں مطلقاً تغیر و تجدد جائز نہیں۔ قسم دوم میں تغیر جائز ہے۔ قسم سوم میں تفصیل اور تفریق ہے وہ یہ کہ تعلقات صفات میں متعلقات کی وجہ سے تغیر آسکتا ہے نفس صفت میں کبھی تغیر نہیں ہوسکتا۔ علم تبری قسم کی صفتوں میں سے ہے۔ پھر علم دو طرح پر ہوتا ہے۔ ساتھ کیفیات کے اور بلا کوائف۔ مثال زید کی کہ درد و مصیبت میں مبتلا ہے۔ اس درد و مصیبت کا علم ذات واجب تعالیٰ کو ہے۔ لیکن اس درد و مصیبت کا زید کی طرح بعینہٖ ذات باری تعالیٰ کو معلوم ہونا یا واجب تعالیٰ کا متکیف ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ممکن بھی نہیں تا وقتیکہ ممکنات و محدثات کے ساتھ اُس کو مقارنت نہ ہو اگر متی ۲۴ باب اور مرقس ۱۳ باب تمام و کمال غور کے ساتھ پڑھیں تو آپ کو معلوم ہو جائیگا کہ اس علام الغیوب کو دوم آخر تک سب ہونے والی باتوں کا علم تھا۔ اُس کے یہ الفاظ کہ **ان سب باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ دیکھو میں نے تم سے سب کچھ پہلے ہی کہدیا ہے آسمان اور زمین ٹلجائینگے لیکن میری باتیں ہرگز نہ ٹلینگی**۔ اُس کی علام الغیوبی پر صاف دلالت کرتے ہیں لیکن یہ کہ خداوند کی آمد کس وقت اور گھڑی ہوگی امر معین نہیں۔ مشروط ہے۔ چنانکہ کلام مقدس میں آیا ہے۔ **اور ضرور ہے کہ پہلے سب قوموں میں انجیل کی منادی کیجائے** (مرقس ۱۳: ۱۰) **اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں کے لئے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔** (متی ۲۴: ۱۴)۔ اور علم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ صورت مطابق معلوم فی الذہن ہے۔ جب معلوم غیر معین ہے۔ تو علم بھی ویسا ہی ہوگا۔ پس مراد خداوند عالم کی اس لاعلمی سے عدم کشف حالی آتی اور خارج میں غیر ممیز ہونا ہے۔ نہ معنی حقیقی۔

باپ اور بیٹے کے علم میں وہی تمائز ہے جو ایسے دو شخصیتوں میں ہو سکتا ہے جن میں سے ایک کو جسمانیات و مادیات کے ساتھ مقارنت نہ ہو۔ اور دوسری نہ صرف مقرون ہی ہو بلکہ مادی جسم میں ظاہر بھی ہو جاوے۔ سو باپ کو وہ علم ہے جو ذات واجب سے خاص ہے۔ بیٹے کو نہ صرف اسی قسم کا علم ہے جو باپ کے ساتھ متحد بالذات ہونے کی وجہ سے ضروری ہے٭۔ بلکہ جسم میں ظاہر اور مادیات کیساتھ متعلق ہونے کی وجہ سے اس قسم کا بھی ہو سکتا ہے۔ جو ممکنات کا خاصہ ہے۔ پس بیٹا اس علم کا انکار کرتا ہے جو اُسے فرشتوں یا دیگر ممکنات کے ساتھ بصورت کشف حال اور خارج میں تمیز ہو جانے کے ہو سکتا ہے۔ یعنی علم ممکن کا نہ کہ علم ضروری کا۔

اگر ایسے صاف بیان پر بھی الوہیت مسیح میں تنظر کی گنجائش معلوم ہو تو ہم خبردار کرنے کے لئے آتنا جتا دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس طرح ٭ یہ امر زرا تشریح طلب ہے۔ ہم بفضلہ مسئلہ الوہیت مسیح کے ضمن میں شرح کرینگے اور بتا دینگے کہ اگر بیٹے کے مکونات کی علت (یوحنا ۱: ۳) و واسطہ ہونے (۱ تمتھیس ۲: ۵) اور اس کے تجسم (یوحنا ۱: ۱۴) کیساتھ مقرون ہونیکا انکار کیا جاوے تو نرد واجب لذاتہ اور ممکن لذاتہ کا کچھ تعلق ہو سکتا ہے نہ حادث و قدیم کا علاقہ۔ بلکہ تخلیق و تکوین اور محدث و فاعل کا محدث و مفعول بھی ناتر ہی محال ہے وما توفیقی الا باللہ۔

٭ علم واجب کا وجوب باپ میں منحصر ہے اور بیٹے میں بالا بیہ۔



پر اللہ تعالیٰ کے علم کی نفی آپ کی مانی ہوئی کتاب آسمانی سے بھی ثابت ہے جیسے لما یعلم الذین جاھدو منکم وغیرہ (آل عمران ۱۴۲ پارہ ۴ وغیرہ) جو تاویل اس کی ہو وہی متی ۲۴: ۳۶ وغیرہ کی سمجھیں۔ اور وہی بائیبل کے ان مقامات کی جن میں خدا تعالےٰ کے آزمانے پہچاننے معلوم کرنے وغیرہ کا ذکر مذکور ہے۔ (معین۔حق)

بمبئی کے مباحثہ کی کیفیت نورافشاں میں نکل چکی ہے۔ اُس میں میر محمد اسحاق صاحب احمدی کے دو اعتراض مرقوم ہیں۔ وہ بھی الوہیت سے متعلق ہیں۔ اس لئے اُن کا بھی تھوڑا ذکر فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

پہلا اعتراض اُن کا متی ۲۰: ۲۳ پر ہے۔ آپ میں لکھا ہے اپنے دہنے بائیں کسی کو بٹھا دینا میرا کام نہیں۔ آپ دعوے کرتے ہیں کہ مسیح میں قدرت قادریت ہرگز نہ تھی"۔ لیکن یہ دعوے غلط ہے۔ سیح محول میں قدرت کا انکار نہیں صرف یہ لکھا ہے کہ میرا کام نہیں۔ جس طرح عدالت کرنا باپ کا کام نہیں کیونکہ باپ کسی کی عدالت نہیں کرتا (یوحنا ۵: ۲۲) جبکہ عدالت میں راستباز ٹھہرائے جانے کے بعد کسی کو منصب سرفرازی عطا ہوگا تو ظاہر ہے کہ عدالت کا سرفرازی پر تقدم بالعلیۃ ہے۔ اگر عدالت نہ کرنے کے باوجود باپ میں قدرت قادریت رہتی ہے تو بیٹے میں قدرت قادریت نہ ہونے کے برخلاف کونسی وجہ ہے۔ اگر بقول معترض کسی کام کو نہ کرنا ہی قدرت کی نفی کی دلیل ہو تو وہ ازل میں جبکہ خدا تعالےٰ پیدا نہیں کرتا تھا قادر بھی نہیں تھا۔ معترض کو یہ بھی پتہ نہیں کہ قدرت صفات ذات میں سے ہے اور دہنے بائیں بٹھانا صفات فعل میں سے۔ اور صفات فعل کے ساتھ متصف ہونا کمال نہیں۔ بلکہ اُن پر قابو رکھنا کمال ہے۔ اور صفات فعل کی نفی سے صفات ذات کی نفی لازم نہیں آتی۔ کیونکہ صفات فعل صفات ذات کے آثار ہیں۔ صفات ذات میں اقانیم ثلاثہ متحد ہیں اور صفات فعل میں متغائر۔ اور صفات فعل کا تغائر خدا تعالےٰ میں متحقق ہے۔ جیسے پیدا کرنا۔ نذر کرنا۔ رزق دینا نہ دینا۔ بادشاہ بنانا۔ کنگال بنانا۔ زندہ کرنا مارنا وغیرہ۔ پس باپ عدالت نہیں کرتا۔ اور بیٹا سرفرازی نہیں بخشتا۔ عدالت کرنا بیٹے کا کام ہے سرفرازی بخشنا باپ کا۔

دوسرا اعتراض آپ کا یہ ہے کہ اگر مسیح خدا کا اقنوم ثانی ہے تو جب اقنوم ثانی دنیا میں آیا تو تثلیث قایم نہیں رہ سکتی۔ انتہی۔ اُن کا یہ اعتراض راست درست ہوتا اگر اللہ میاں کسی خاص مکان میں متمکن ہوتے۔ لیکن وہ ذات غیر محدود ہے اور اقنوم ثانی کے دنیا میں آنے سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ عالم نادیدنی سے دیدنی دنیا میں آیا یعنی وہ غیر مرئی شخصیت مرئی اور دیدنی صورت میں ظاہر ہوئی۔ یہی معنی ہیں۔ اقنوم ثانی کے دنیا میں نازل ہونے کے۔ نہ اقنوم ثانی خدا سے جدا ہوا۔ اور نہ تثلیث ٹوٹی (عبد الحق)

سیالکوٹ کنونشن

بڑی خوشی کی بات ہے کہ اب کی سال سیالکوٹ کی کنونشن کے انعقاد کی تیاریاں ہورہی ہیں اور امید ہے کہ کسی قسم کی روکاوٹ پیش نہ آئے گی۔ توقع ہے کہ بہت سے مسیحی بھائی اس مقدس جلسہ میں شریک ہونے کے قابل ہونگے اور دعا ہے کہ خداوند اس روحانی کام کے سامنے سے ہر قسم کی روکاوٹ دور کرے۔ اور اس میں اپنی عظیم عنایت فرما کر تمام شرکا جلسہ کو روح القدس کی بھرپوری سے معمور کرے ❊

ڈاکٹر جے۔ اے میکائل صاحب سیکرٹری سیالکوٹ کنونشن۔ ہر خاص وعام کو مطلع کرتے ہیں کہ سیالکوٹ کنونشن کا چودھواں اجلاس مورخہ ۲۹ ستمبر سے یکم اکتوبر ۱۹۱۷ء تک بمقام سیالکوٹ مشن احاطہ بارہ پتھر میں ہوگا۔ سب مسیحی اور غیر مسیحی صاحبان کو مدعو کیا جاتا ہے کہ وہ کنونشن میں حاضر ہوں اور روحانی برکات کا مزہ چکھیں۔ رہائش اور خوراک وغیرہ کا انتظام خاطر خواہ کیا جاتا ہے۔

مزید حالات دریافت کرنے کے لئے سکرٹری صاحب الصدر مقیمی گوجرانوالہ بذریعہ خط وکتابت دریافت کریں۔ ۱۵ ستمبر کے بعد سکرٹری صاحب کا پتہ سیالکوٹ کنونشن کیمپ ہوگا ❊

اشتہار

۳/۱

اطلاع دی جاتی ہے کہ ڈپٹی رادھا کرشن صاحب ای۔ اے سی مجسٹریٹ درجہ اول لائلپور کی عدالت میں میرا مقدمہ بنام ضمعون وٹھیکا مہرین وعبلو وغیرہ ساکنان سیہووال تحصیل ظفروال۔ ضلع سیالکوٹ کے خلاف دربارہ میری دختر سردار بیگم کے دائر ہے جو نابالغہ ہے اور خلاف میری مرضی مذکور بالا اشخاص کے قبضہ میں ہے جو اُسے فروخت کرنا چاہتے ہیں اسلئے تمام مسیحی نکاح خوانوں اور خادم الدینوں کو اطلاع دیجاتی ہے کہ غلطی سے کوئی اُس کا نکاح نہ کرسکے۔ المشتہر تاسیحی موضع مہس نمبر ۱۲ ڈاکخانہ کھسر یا نوالہ ضلع لائلپور۔

کرسچن بوائز بورڈنگ ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۰ء

تسلی بخش انتظام دیکھا اعلےٰ

حرفتی کارخانجات یہ بورڈنگ عیسائی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے عرصہ دراز سے جاری ہے مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلےٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۶ء سے حقیقی لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن لیڈی صاحبہ کی زیرنگرانی کردی ہیں جس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کا انتظام بخوبی طور پر ہو گیا ہے شرح خرچ خوراک مع فیس طالب علم فی ماہوار اگر ایک خاندان سے دو ہوں للعہ ہوں للعہ علاوہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً کرسی میز الماری وغیرہ نہایت ارزاں قیمت پر فروخت ہوتا ہے علاوہ ازیں جن کرشاکر و دکول بورڈ کیرم وغیرہ بھی تیار ہوتے ہیں قیمت لعہ سے اسے کرو دکول لعہ سے ہے تک مزید حالات بذریعہ خط و کتابت پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کیلئے جاری ہے اور تقریباً ایک میل شہر سے باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقعہ ہے اس کے متعلق وسیع اور ہوادار بورڈنگ ہوس اور خوشنما فراخ کھیل کا میدان لڑکوں کے غسل کیلئے ایک خوشوضع حوض عبادت کیلئے گرجہ گھر اور جماعتوں کیلئے موزوں اور کافی کمرے ہیں مزید بریں سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں سکول ہذا میں چند مسیحی لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے لہٰذا مطلع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونیوالے طلباء پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں المشتہر

پرنسپل برنگ ہائی سکول بٹالہ ضلع گورداسپور

باغ دل

ایڈیٹر مسٹر محمد اسمعیل صاحب

چندہ سالانہ ۸ر اگر ۲۰ یا زیادہ کاپیاں ایک پتہ پر بھیجی جاویں تو ۲ ہوگا۔ فی کاپی ۳ر المشتہر ای۔ ایم ویری ڈی ڈی مینجر لودیانہ پنجاب

کرسچن بک سٹور لودیانہ

یہاں ہر قسم کی مسیحی علم ادب کی تمام کتابیں فروخت ہوتی ہیں جو اردو پنجابی زبانوں میں امریکن ٹریکٹ سوسائٹی پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی اور کرسچن اینڈ فارن سوسائٹی کی طرف سے شائع ہوتی ہے۔ فہرست کتب کیلئے درخواست بھیجو۔ مینجر پادری ای ایم ویری صاحب لودیانہ پنجاب

مخزن مسیحی

یہ رسالہ ہر ماہ کی پہلی اور پندرہ تاریخ کو زبان انگریزی اور مسٹر حسن الٰہ آباد سے شائع ہوتا ہے جس میں کلیسیائی اور ملکی خبریں مسیحی لٹریچر کے مضامین اور سنڈے سکول کے سبق شائع ہوتے ہیں چندہ سالانہ حسب تنخواہ خریداران ۳ سے ۴ روپیہ تک نمونہ ایڈیٹر مخزن مسیحی فتحپور ہسوا یو پی سے طلب کر سکتے ہیں۔

دستور العمل نور افشاں

قیمت دسالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک عہ

ہندوستان و پنجاب سے ... ... ے

غیر ممالک سے ... ... ے ۳ر

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

شرح اجرت اشتہارات۔

مقدار اشتہارات	سہ ماہی	ششماہی	سالتمام
کالم کا آٹھواں حصہ	ے ۸ر	ے	لعہ
چوتھائی کالم	ے	لعہ	عہ
نصف کالم	لعہ	عہ	معہ
پورا کالم	عہ	معہ	ہ
پورا صفحہ	ہ	صعہ	ماصہ

ہر ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۳ر ایک روپیہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائے گا۔

نوٹ: نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں۔

تمام ضروریات زندگی ۱۲/۸

کابل و کشمیر کی پیداوار میوہ جات پنساری مفرد و مرکب زعفران کستوری مربہ جات شہد عطر تیل چلغوزے مچھلیاں ہینگ پاپڑ وڑیاں سامان سوداگری غیار سی سامان سٹیشنری سامان مستورات زیورات پارچات ہوا چمڑا بوٹ گرگابی وغیرہ پشاوری لنگی کلاہ ٹوپی سامان ہتھیارات متعلقہ درزی ترکھان زرگران حجام وغیرہ۔

بھگوانس عرق عشبہ مرکب

مصفی خون خارش پھوڑے پھنسی آتشک ناسور گٹھیا بدن کے سفید سیاہ داغ اور دیگر جلدی بیماریوں کے لئے اکسیر ہے قیمت فی بوتل مفصل فہرست درخواست پر مفت مل سکتی ہے نوٹ مفصلہ ذیل شہروں کے ہمارے ایجنٹوں سے خرید سکتے ہیں بنوں کوہاٹ۔ نوشہرہ۔ ایبٹ آباد۔ حضرو۔ حسن ابدال۔ کیمبلپور۔ گوجرانوالہ۔ جہلم گجرات بھیرہ لائل پور جڑانوالہ خانقاہ ڈوگران وزیر آباد جموں سیالکوٹ جھنگ گھمیانہ بٹالہ جالندھر ملتان کیراں وغیرہ وغیرہ المشتہر

ہر بھگوان پنساری شہر راولپنڈی

ہماری ۲۵ سالہ تجربہ شدہ مجربات ۱۲/۵

سرمہ بینائی — ابروں کی دھند۔ کمزوری جالا۔ ککرے۔ لالی۔ پانی کے لئے ناظرین نور افشاں سے پادری صاحبان پروفیسران حکیمان شاہد ہیں قیمت عہ

روغن اکسیر اعظم — درد سر۔ شقیقہ۔ کان۔ کمر گھٹنے۔ ریحی ورم۔ چوٹ گلٹی۔ موچ۔ ڈنگ دار جانور کے کاٹے۔ کم سننا۔ ہاتھ پیر ہارے کے لئے قیمت ۱۲ر

مجربات — واسطے ہیضہ سعرلی طاعون۔ کمزوری جگر۔ تلی جواب مسمات کے لئے۔ ریکٹ وغیرہ آجاد آنا چاہئے ڈاکٹر۔ دھرم داس ایل ایچ ایم (لاہور) اے۔ بی ایم ایچ۔

عمدہ قابل اطمینان اصلی ۳

تخم ترکاری اور پھول نیز پھل پھول کے پودے۔ ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو سہارنپور سے ملتے ہیں۔ فہرست منگا کر نام اور قیمت معلوم کیجئے۔ المشتہر ایچ ایچ عیسیٰ جی اینڈ کو۔ سہارنپور۔

پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و مینجر نور افشاں کے لئے مشن سٹیم پریس لودیانہ میں باہتمام مولا بخش بابو پرنٹر چھپا